Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | اتوار ۲۴ر شوال ۱۴۱۰ھ، ۲۰ر ہجرت ۱۳۶۹ ہش، ۲۰ر مئی ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۱۳

خوشخبری اور ذمہ داریاں

"جہاں مَیں آپ کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر حرکت میں آ چکی ہے۔ اور حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ملنے والے ارشادات) کے پورے ہونے کے دن قریب آ رہے ہیں۔ وہاں ان کی ذمہ داریاں دوبارہ یاد کراتا ہوں کہ ان قوموں سے جو روس کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہیں (دینی) رابطے قائم کرنے کیلئے اپنے آپ کو تیار کریں۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ۔ الفضل ۸ر مئی ۱۹۹۰ء صفحہ ۳)

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یک طرفہ خیال رفتہ رفتہ ضائع ہو جایا کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص خیال کرے کہ اس چوبارہ کے اندر آدمی ہے۔ جب وہ بیدار ہوگا تو اس کو کھولے گا لیکن جب اس پر دو دن، چار دن، مہینہ، دو مہینے یہاں تک کہ کئی برس گذر جاویں اور کوئی آواز نہ دے نہ کھڑکا ہو تو آخر اسے اپنا اعتقاد بدلنا پڑے گا اور خیال پیدا ہونے لگے گا کہ اگر اس کے اندر کوئی آدمی ہوتا تو ضرور بولتا۔ معلوم ہوا کہ کوئی آدمی ہے ہی نہیں۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ جو ان آنکھوں سے پوشیدہ ہے اس کی بابت بھی طالبِ حق چاہتا ہے کہ اس کا پورا پتہ لگے تاکہ ایمان ترقی کرے۔ ضرور ہے کہ اس کی قدرتوں کے عجائبات نظر آویں اس کی آواز بھی سُنائی دے اور اس کے سُننے کا پتہ لگے لیکن اگر کسی بات کا پتہ ہی نہیں چلتا تو پھر رفتہ رفتہ ایمان کمزور ہو کر انسان دہریہ ہو جائے گا۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۴۴۹)

"جو لوگ خدا کی راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں، سچی توبہ کے ساتھ اس کے آگے جُھک جاتے ہیں اُن کو خدا مل جاتا ہے مگر جو لوگ اس کے بتلائے ہوئے راہ پر نہیں چلتے اور اس میں محنت نہیں کرتے اُن کے واسطے مشکل ہے کہ وہ اس بات کو پاسکیں۔ ایسے لوگوں کی مثال اس طرح ہے کہ ایک باپ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ فلاں مقام میں ایک خزانہ دفن ہے اور وہ زمین کے اندر اتنے ہاتھ گہرائی پر ہے۔ جب تک اس کو کھودنے کی محنت نہ کی جاوے وہ کس طرح اُن کو مل سکتا۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۴۵۴)

قول میں حُسن پیدا کرنے کا طریق دعوت الی اللہ ہے

ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمایا کہ یہی نہیں بلکہ سچی بات کیا ہے اس کے نتیجے میں حُسن پیدا ہوتا ہے پھر یہ فرمایا کہ بات میں حُسن پیدا کرنے کا راز کس چیز میں مضمر ہے کون سا گُر ہے جس کو پانے کے بعد تم اپنی بات کو حسین تر بنالو گے اس آیت میں دو باتیں بیان فرمائیں اول یہ کہ سب سے اچھی بات کی طرف بلانے سے قول میں حُسن پیدا ہو جاتا ہے جتنی زیادہ اچھی بات کی طرف تم بلاؤ گے اتنا زیادہ تمہارا قول حسین ہوتا چلا جائے گا۔ پس اللہ سے بہتر اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ خدا کی طرف بلانے والے سب سے سچے سب سے زیادہ حسین بات کرنیوالے ہیں لیکن ایک شرط کے ساتھ۔ جس اچھی بات کی طرف بلاؤ تمہاری ذات میں وہ اچھی بات ہونی چاہیئے ورنہ تمہارا قول حسین نہیں ہو سکتا۔ کیسی کامل تعلیم ہے کس طرح پر رخنے کو بند کر دیا گیا۔ کوئی دھوکے کی بات قرآن کی طرف منسوب ہو ہی نہیں سکتی۔ ہر آدمی کہہ سکتا تھا کہ دنیا میں تو لاکھوں کروڑوں اربوں ایسے ہیں جو خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ پس ان کا قول بھی تو قول حسن ہوگا وہ کیا فرق ہے جو ہمارے دین نے ہمیں سکھایا ہے۔ فرمایا فرق یہ ہے کہ اچھی بات کی طرف بلانے والا وہ اچھی بات خود کرتا ہو۔ یہ نہ ہو کہ خدا کی طرف بلانے والا ہو اور شیطان کی صفات اس میں ظاہر ہو رہی ہوں اپنے عمل گندے ہوں۔ اپنے عمل بے خداؤں والے ہوں اور خدا کی طرف بلاتا ہو۔ پس قرآن کریم نے جو تعلیم دی ہے اسے نہایت کھول کر بیان کیا اور اس میں ایک حسین توازن پیش فرمایا۔ اور یہ توازن خود عدل کی علامت ہے۔

(خلاصہ) خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ر جولائی ۱۹۸۸ء

حضرت امام جماعت کا خطبہ بیت الذکر میں تو آپ سُنتے ہی ہیں۔ گھر پہ بھی پڑھیں۔

○ مکرم مقبول حسین صاحب ضیاء مربی سلسلہ کا بیٹا عزیز ناصر احمد کئی دن سے دست اور قے کی وجہ سے شدید بیمار ہے۔ ابھی تک کوئی افاقہ نہیں ہوا۔

○ مکرم عزیز احمد ڈوگر صاحب (ایرو چیک) پر اچانک فالج کا حملہ ہوا ہے اور لاہور گنگارام ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔

○ مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب کُلاّ سکنہ مونگ، تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کو عرصہ سے جسم کے مختلف حصّوں میں درد کی تکلیف ہے۔

○ مکرم جیون خان صاحب طاہر آباد مختلف امراض کی وجہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم مرزا ممتاز احمد صاحب کی چھوٹی بھاوج فہمیدہ منصورہ صاحبہ ایک سال سے مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار ہیں۔ آج کل تکلیف کچھ زیادہ ہے۔ بیماری کی صحیح تشخیص نہیں ہو سکی۔

○ مکرم شریف احمد اشرف صاحب مربّی سلسلہ کو قریباً ساڑھے چھ سال سے آنکھ میں السر کی تکلیف ہے جو مکمل طور پر دور نہیں ہو رہی۔

احباب ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم شریف احمد صاحب اشرف مربی سلسلہ احمدیہ مقیم چکوال کو ۱۳ر اپریل ۱۹۹۰ء کو تیسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود وقفِ نو میں شامل ہے۔ اس کا نام انجم احمد رکھا گیا ہے۔

میٹرک اور مڈل کا امتحان دینے والے تمام

طلبہ و طالبات متوجہ ہوں

میٹرک اور مڈل کا امتحان دینے والے طلباء و طالبات اپنی آئندہ تعلیم کے سلسلہ میں مشورہ کے لئے نظارت تعلیم سے رابطہ کریں۔

(نظارت تعلیم - صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی، ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۰ ہجرت ۱۳۶۹ ہش ۲۰ مئی ۱۹۹۰ء

پانی کی قلت

ترقی کے مختلف ادوار میں جھانکئے تو پتہ چلتا ہے کہ پینے کے لئے پانی بارش سے بھی حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ پانی بارش کے وقت اکٹھا کر لیا جاتا ہے۔ اور پھر حسب ضرورت اسے انسان بھی استعمال کرتے ہیں اور جانور بھی۔ کنواں کھود لیا جاتا ہے تو وہاں سے بھی ڈول کے ذریعہ پانی نکال کر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور جہاں لوگوں کو اپنے معاشرہ میں آسانیاں پیدا کرنے کا خیال ہوتا ہے وہاں ان کنوؤں کو وسیع تر استعمال میں لایا جاتا ہے۔ مثلاً قادیان میں کئی گھر ایسے تھے کہ ان کا کنواں بیرونی دیوار میں ہوتا تھا۔ نصف حصّہ گھر کے اندر اور نصف گھر کے باہر تاکہ جو چاہے آئے اور پانی نکال کر لے جائے۔ نہ دروازہ کھٹکھٹانا پڑے اور نہ گھر کے اندر جانے کی ضرورت پیش آئے۔ بس باہر ہی سے ڈول کنویں میں ڈالا اور پانی حاصل کر لیا۔ ہینڈ پمپ بھی لگائے جاتے ہیں، بعض مخیّر لوگ (اور بعض ٹاؤن کمیٹیاں بھی) سرِ راہ ہینڈ پمپ لگا دیتے ہیں تاکہ ہر شخص جو ضرورت مند ہو اس سے فائدہ اُٹھالے۔ اس سے آگے بڑھیئے تو حکومت کی طرف سے سارے شہر کو پانی دینے کا انتظام کر دیا جاتا ہے۔ سارے شہر کو نہ دیا جائے تو جتنے حصّہ کو بھی دیا جا سکے۔ یہ ترقی کا کتنا اونچا زینہ ہے۔ لیکن اس میں ایک مشکل بھی درپیش ہے۔ اس پانی کا تعلق ہے بجلی سے اور بجلی کو اکثر بند رہنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ بجلی بند تو پانی بھی بند۔ اور سارے شہر کا پانی بند۔ کنویں ختم کر دئیے گئے۔ ہینڈ پمپ اکھڑوا دئیے گئے۔ اب کیا کیا جائے۔ واقعی بہت بڑی مشکل کا سامنا ہو جاتا ہے۔

لیکن ایک بات ضرور ذہن میں رکھئے۔ کہ ایسی حالت میں سوائے اس کے کہ پانی کم استعمال کرنے کی عادت ہو اور کچھ نہیں کیا جاسکتا ہم پانی کو خوب خوب استعمال کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں، اور جب پانی کم ہوتا ہے تو مشکل کا ذکر شروع کر دیتے ہیں، پانی دنیا میں وافر سہی لیکن کبھی کبھی تو کم ہو ہی جاتا ہے اور اب جب کہ پانی پر آپ کا کوئی کنٹرول نہیں۔ یعنی پانی حاصل کرنے میں۔ تو یہ عادت ڈالئے کہ پانی کم استعمال کیا جائے تاکہ پانی کم مقدار میں ملے تو پھر بھی گزارہ ہو سکے۔

اپنی عزّت کو خاک میں نہ ملا
اپنے سر پر نہ ڈال جھوٹ کی دھُول
تجھ کو بے رہروی پہ ناز ہے کیوں
تیری رسّی کو مل رہا ہے طول

ابوالاقبال

قدم قدم پہ ہرا شوقِ دید راہ میں ہے
ترے وداع کا منظر مری نگاہ میں ہے

نہ دشت میں نہ کسی بن نہ سبزہ گاہ میں ہے
ہر اک بہار کی رُت دل کی بارگاہ میں ہے

مَیں کب سے گریۂ شبنم کو کہہ رہا ہُوں گہر
اِک آہِ سرد سی پوشیدہ میری واہ میں ہے

نظر مِلا ذرا ان سے بھی عندلیبِ چمن
بَلا کا حُسن ہر اک خار و خس میں گاہ میں ہے

مَیں بزمِ ناز کے قابل نہیں مگر اے دوست
ہمیشہ دِل تو مرا تیری جلوہ گاہ میں ہے

یہ مانا غم ہی مرا ہمسفر رہا ہے مگر
خوشی کا عالمِ امکاں بھی میری راہ میں ہے

وَفا کا رنگ تو دونوں میں ہے مگر ہمدم
مری سرشت میں ظاہر ترے نباہ میں ہے

پہنچنے والے ہوئے کب کے باریاب نصیر
مگر یہ دِل کا مسافر ہنوز راہ میں ہے

نصیر احمد خان

بہتے زخموں کو اور بہنے دے
بزم رنگین اور کر دیں گے
اپنے مرہم کو اپنے پاس ہی رکھ
زخم حالات خود ہی بھر دیں گے

عبدالکریم قدسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

ہیروشیما کی یادگار

ہیروشیما اس صدی کے سب سے زیادہ جنگی گھناؤنے پن کی یادگار ہے۔ گذشتہ سالوں میں دنیا بھر سے کروڑوں انسانوں نے جاپان جاکر ہیروشیما میں تباہی کے آثار دیکھے ہیں اور آنے والوں کی بہتات نے ہیروشیما میں موجود اس واقعے سے متعلق عجائب گھر کو ترقی دینے کے پروگرام پر آمادہ کیا ہے۔ جونہی اسکی توسیع کا پروگرام سامنے آیا تو ایک اور بات بھی زیرِ بحث آگئی اور وہ یہ ہے کہ اب بعض جاپانیوں کا خیال ہے کہ ہیروشیما پر بم گرائے جانے کی ذمہ داری کس پر ڈالی جائے۔ آیا بم گرانے والوں پر یا ان لوگوں پر جو اس بم کے گرائے جانے کا باعث بنے ہیں۔ یعنی جاپانی فوجی جرنیلوں پر جنہوں نے چین اور کوریا کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ بات درست ہی سہی کہ جاپان نے اس وقت خاصی تیزی دکھا رکھی تھی لیکن ہم کب تک ساری دنیا سے اس بات کی معافی مانگتے رہیں۔ یہ کیا دھرا تو چند ایک جرنیلوں کا تھا۔ لیکن معافی مانگنی پڑتی ہے سارے جاپان کو۔ توسیع شدہ عجائب گھر میں بعض لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جاپان کی تشدد آمیز کارگذاری کے نمونے رکھے جائیں اور بعض اس بات کی سخت مخالفت کرتے ہیں کیونکہ جو نقصان ہیروشیما پر بم گرائے جانے سے ہوا تھا۔ اسکی کوئی مثال نہیں ملتی۔ لیکن ہمیں صرف یہ کرنا چاہیئے بعض جاپانی کہتے ہیں کہ ہیروشیما پر بم گرائے جانے کے دن ہمارے ساتھ کیا بیتی۔ اس سے پہلے کیا ہوتا رہا اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں اس کا الزام ان لوگوں کے سر جانا چاہیئے جنہوں نے ۱۹۳۰ء اور ۱۹۴۰ء میں جنگ چھیڑی۔ یہ کہنا کہ اس بات کے لئے سارا جاپان ذمہ دار ہے۔ ہمیں اس بات کی سمجھ نہیں آتی۔ یہ بحث شروع اس طرح ہوئی کہ ہیروشیما کے لئے مزید رقوم اکٹھی کرنے کی مہم چلائی گئی تو لوگوں کو خیال آیا کہ اس کا استعمال کس حد تک جائز اور کس حد تک ناجائز ہوگا۔ ہیروشیما پر بم گرائے جانے کے بعد ایک لاکھ ۴۰ ہزار افراد یا تو اسی وقت ہلاک ہو گئے یا آئندہ چند ماہ میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور ہیروشیما اور ناگاساکی کی یادیں اسی لئے قائم کی گئی ہیں کہ دنیا کو باور کرایا جا سکے کہ وہاں بم پھینکنے سے کتنی بڑی ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا۔ گذشتہ چند سالوں میں جب سے جاپان نے ایشیا میں اپنا اثر پیدا کرنا شروع کیا ہے۔ اس اثر کے ساتھ ہی ساتھ انہوں نے چین اور جنوبی کوریا سے معافی مانگنی شروع کر دی ہے۔ کہ جاپانی فوجوں نے ان پر حملے کئے تھے بیجنگ اور سیئول نے جاپانی کتابوں پر تبصرے کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان میں صحیح واقعات کی نقشہ کشی کی بجائے سیاست دانوں نے غلط باتیں درج کروا دی ہیں۔ اور خاص طور پر اس بات پر زور دیا ہے کہ آئندہ کا تاریخ دان توجہ چاہے سہے لیکن اس وقت جاپان کو مجرم قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ باتیں بہت حد تک پس منظر میں جا چکی تھیں لیکن جنوری ۱۹۸۹ء میں شہنشاہ ہیروہیٹو کی وفات پر ناگاساکی کے میئر شنتوشی موتوشیما نے اس بات کا اعلان کر دیا کہ شہنشاہ پر بھی اس بات کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ انہوں نے جنگ کی شدت میں اضافہ کیا۔ شہنشاہ کے حامیوں نے اس بات پر غم و غصہ کا اظہار کیا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس وقت اس معاملے کا اٹھایا جانا اس سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا کہ دائیں بازو کے لوگ اور ان کے مخالف اپنی اپنی سیاسی چودھراہٹ جمانا چاہتے ہیں۔

کویت میں انتخاب

کویت میں اگلے ماہ یعنی جون کی ۱۰ تاریخ کو نیشنل کونسل کے انتخاب منعقد ہو رہے ہیں۔ نیشنل کونسل درمیانی عرصے کا ایک ادارہ ہے۔ جب تک کہ مکمل طور پر جمہوریت قائم نہیں ہو جاتی اور نئی پارلیمنٹ نہیں بن جاتی۔

جس پارلیمنٹ کو ۱۹۸۶ء میں توڑا گیا تھا۔ اس نے ایک عرصے سے اس بات پر احتجاجی صورت اختیار کر رکھی تھی کہ پارلیمنٹ کو دوبارہ قائم کیا جائے۔ کویت کے امیر شیخ الجابر الاحمد الصباح نے فی الحال پارلیمنٹ کے قیام کی اجازت تو نہیں دی لیکن فوری طور پر نیشنل کونسل کے لئے انتخاب کروانے کا حکم نامہ جاری کیا ہے۔ اب تک ۵۰ نشستوں کے لئے ۵۰۰ امیدواروں نے کاغذات داخل کئے ہیں۔ اس نیشنل کونسل کے ارکان کی کل تعداد تو ۷۵ ہوگی لیکن اس میں ۲۵ افراد امیر کے اپنے نامزد ہوں گے اور باقی ۵۰ انتخاب کے ذریعے اس کے ممبر بنیں گے۔

کویت میں خواتین کو نہ ووٹ دینے کا حق ہے نہ کسی ایسے ادارے کی رکن بننے کا اسی طرح حکومت کے کارکنوں کو بھی کسی ادارے کا رکن بننے کی اجازت نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے عہدے سے استعفیٰ نہ دے دیں۔ امیر کا کہنا ہے کہ نیشنل کونسل کو ایسے جمہوری ادارے کے قیام کی کوشش کرنی چاہیئے جو حکومت کے لئے مزاحمت پیدا نہ کرے اور سیدھے اور صاف طریق پر امورِ مملکت کو چلائے۔ اگرچہ امیر کے ارشاد کے مطابق اس نیشنل کونسل کی معیاد چار سال ہے۔ لیکن وزیرِ اعظم شیخ سعد العبداللہ السالم الصباح جو کراؤن پرنس بھی ہیں نے اعلان کیا ہے کہ اگر نیشنل کونسل چار سال سے پہلے اپنا کام مکمل کر لے تو اس کی مقررہ میعاد میں کمی بھی کی جا سکتی ہے۔ اس سے پہلے ایک دفعہ ۱۹۷۶ء میں اور دوسری دفعہ ۱۹۸۶ء میں قومی اسمبلی کو حکومت سے اختلاف کی وجہ سے برطرف کرنا پڑا تھا۔ مقامی اخبارات نے امیر کے اس فیصلے کو سراہا ہے اور حزب مخالف کی مذمت کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ حزب اختلاف حکومتی ڈھانچے میں رخنہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور امیر کے اس نیشنل کونسل کے قیام سے متعلق ارشاد کو چیلنج کر رہے ہیں

امریکہ میں سیاسی پناہ

نیویارک ٹائمز (امریکہ) نے بتایا ہے کہ امریکہ میں اس وقت ۲۰۰ افراد جنہوں نے سیاسی پناہ کی درخواست دی ہوئی ہے انکے متعلق ایک نیا تجربہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے پہلے یہ ہوتا تھا کہ بیرونی ممالک کے جو لوگ سیاسی پناہ مانگتے تھے انہیں تاوقتیکہ ان کی درخواست کا فیصلہ ہو جائے انہیں حراست میں رکھا جاتا تھا۔ اور حراست میں رکھنے کے دوران ان کے معاملے پر غور کیا جاتا تھا۔ جس کے لئے بعض اوقات چند دن درکار ہوتے تھے اور بعض اوقات سالہا سال تک معاملہ طے نہیں پاتا تھا۔ لیکن اب پروگرام جس پر عمل کیا جانے والا ہے۔ یہ ہے بلکہ اب تک عمل شروع ہو بھی چکا ہوگا کہ ان میں سے بعض اشخاص کا انتخاب کر کے انہیں امریکہ میں آزادانہ زندگی بسر کرنے کی اجازت دے دی جائے گی۔ جب کہ امریکہ کا امیگریشن اور قومیت کا سرٹیفکیٹ دینے والا دفتر ان کے معاملوں پر غور کر رہا ہے گا۔ جن لوگوں کو اس طرح آزاد کیا جائے گا انہیں ۵۰۰ ڈالر سے ۲۵۰۰ ڈالر تک کی ضمانت دینی ہوگی۔ اپنا تشخص ثابت کرنا ہوگا اور یہ دکھانا ہوگا کہ انہیں نوکری بھی مل گئی ہے اور رہائش کے لئے جگہ بھی اور وہ وکیل بھی کر سکتے ہیں یا اگر وکیل نہ کریں تو دوسرے مستند اشخاص جو ان کا کیس لڑ سکیں۔ ان لوگوں کو اس بات کا بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ ہر ماہ ایک خاص دفتر میں جہاں تفتیش ہو رہی ہو گی حاضری دیں گے۔ اور اگر فیصلہ ان کے خلاف ہوا تو انہیں حراست میں آنا پڑے گا۔ یا فیصلے کیمطابق ملک چھوڑ دینا پڑے گا۔ یہ پروگرام آئندہ ۱۸ ماہ تک جاری رہنے کا امکان ہے۔ اور جن شہروں میں اس کا اطلاق ہوگا۔ وہ نیویارک، میامی، لوس اینجلس اور سان فرانسسکو ہیں۔

اسلامی ممالک اور مقبوضہ کشمیر

اسلامی کانفرنس کی تنظیم سے منسلک متعدد اراکین نے پاکستان کو اس بات کی یقین دھانی کرائی ہے کہ وہ کشمیر کے سلسلے میں ہر قسم کی مدد کرنے کیلئے تیار ہیں۔ یہ یقین دھانی ایک لمبے عرصے کی ان ریاستوں کی خاموشی کے بعد منظرِ عام پر آئی ہے۔ پاکستان نے اپنے دوست مسلم ممالک سے خاصی سنجیدگی کے ساتھ اس معاملے پر گفتگو کی ہے خاص طور پر مشرقِ وسطیٰ کے ممالک سے یہ گفتگو ہوتی رہی ہے اور اس لمبی گفتگو کے بعد یہ بات اب سامنے آئی ہے کہ پاکستان کو ان ریاستوں کی مدد حاصل رہے گی۔ دراصل یہ بات پاکستان کی طرف سے کشمیر کے معاملے پر بہتر طریق پر گفتگو کرنے کا نتیجہ ہے۔ اب ان ممالک کو اس بات کا یقین ہے کہ پاکستان کو اخلاقی اور سیاسی امداد کی ضرورت ہے۔ تاکہ کشمیر کا معاملہ حل ہو سکے یہ ریاستیں خوراک ادویہ اور رہائش کے بہتر انتظامات میں بھی مدد دیں گی۔ ان ریاستوں نے ہندوستان کی حکومت کے اس الزام کی تردید کی ہے کہ پاکستان حریت پسند کشمیریوں کی اسلحہ سے یا ان کے تربیتی

باقی صـ۷ کالم ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمائندہ الفضل

محترم عطاء المجیب صاحب راشد
ایک انٹرویو
امام بیت الفضل لندن سے

مکرم عطاء المجیب صاحب راشد برطانیہ میں مربی انچارج ہیں۔ اس سے قبل وہ جاپان میں ایک عرصہ تک خدمتِ دین کی سعادت پا چکے ہیں اور اس سے قبل صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے عہدہ پر متمکن رہ چکے ہیں

گزشتہ دنوں موصوف ربوہ تشریف لائے تو ادارہ الفضل نے ان کے ساتھ گفتگو کی۔ انہوں نے بتایا کہ اب خدا کے فضل و کرم سے برطانیہ میں ہماری بیوت الذکر میں انگریز نو احمدیوں کے چہرے بھی نظر آتے ہیں۔ لندن سے کچھ فاصلے پر ہارٹلے پول کے مقام پر ایک جماعت کے بیشتر اراکین انگریز مرد و زن ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ برطانیہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) کی آمد کے بعد جماعت احمدیہ کے تعارف میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ نہ صرف مقامی انگریز معززین بلکہ دیگر قومیتوں کے افراد بھی بڑی تعداد میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے آتے رہتے ہیں۔

ہم نے ان سے سوال کیا کہ پچھلے دنوں ایک جاپانی دوست ربوہ بھی تشریف لائے تھے۔ وہ لندن میں بھی حضور سے ملے ہیں۔ مکرم عطاء المجیب صاحب نے بتایا کہ یہ جاپانی سکالر کئی زبانیں جانتے ہیں اور یہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے پہلے بھی مل چکے ہیں۔ وہ حضور کو اس وقت سے جانتے ہیں جب یہ حضور کے منصب امامت پر فائز ہونے سے قبل حضور کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ حضور کے ذاتی مہمان بنے اور ان کو حضور اپنے ہاتھ سے ناشتہ تیار کر کے دیا کرتے تھے۔ یہ جاپانی سکالر حضور کی کتاب "مذہب کے نام پر خون" سے بہت متاثر ہیں۔ انہوں نے پیشکش کی کہ وہ حضور کی اس کتاب کا جاپانی زبان میں ترجمہ کریں گے۔ چونکہ وہ خود ایک ممتاز سکالر کی شہرت رکھتے ہیں۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ان کا مترجم ہونا اس کتاب کی اشاعت میں اہم مدد دے سکے گا۔

ان جاپانی صاحب نے حضور کی ملاقات کے بعد ان جذبات کا اظہار کیا کہ حضور بہت ہی نرم دل، وسیع حوصلہ، زبردست عالم اور مدبر شخصیت ہیں اور عالم (احمدیت) کی یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ ایسی عظیم شخصیت کی رہنمائی ان کو حاصل ہے۔

محترم راشد صاحب نے بتایا کہ بیت الفضل لندن اور اسلام آباد (جو لندن سے قریباً ۴۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ٹلفورڈ کے علاقے میں واقع ہے) میں واقع جماعت احمدیہ کے دفاتر، پریس اور دیگر ادارے حضور ایدہ اللہ کی براہ راست رہنمائی کی وجہ سے دن رات مصروف کار رہتے ہیں اور جو کام سالوں میں نہ ہو سکتے تھے وہ اب حضور ایدہ اللہ کی رہنمائی اور دعاؤں کے نتیجہ میں دنوں میں ہو جاتے ہیں۔

برطانیہ میں مربیانِ سلسلہ کی کارکردگی کے بارے میں محترم راشد صاحب نے بتایا کہ ان کے ذریعے سے احباب کرام کی تربیت اور دعوت الی اللہ کا کام پورے زور و شور سے جاری رہتا ہے۔ مربیان کی میٹنگز بھی بلوائی جاتی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ابھی اپنی خصوصی ہدایات سے نوازتے رہتے ہیں۔ اور احباب جماعت کا بھرپور تعاون بھی شاملِ حال رہتا ہے۔ اس کی وجہ سے خدا کے فضل و کرم سے جماعتی امور کی انجام دہی پہلے سے کئی گنا زیادہ رفتار اور سلیقے سے جاری ہے۔

محترم راشد صاحب کی گفتگو کا سب سے اہم اور نمایاں حصہ جس کے بارے میں ادارہ الفضل اپنے قارئین کو آگاہ کرنا چاہتا ہے وہ حضور ایدہ اللہ کی مصروفیات ہیں۔ چنانچہ ہماری درخواست پر محترم راشد صاحب نے نہایت تفصیل اور شرح و بسط سے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کے روزمرّہ کے معمولات کا نقشہ کھینچ کر دکھلایا۔ مکرم عطاء المجیب صاحب خوبصورت انداز گفتگو کے مالک ہیں ان کا دلکش اندازِ بیان اور پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کا مبارک ذکر نے دل کو بہت مسرور کیا۔

محترم عطاء المجیب صاحب راشد نے بتایا کہ حضور ایدہ اللہ کے لندن میں قیام کا اہم ترین اور نمایاں ترین پہلو یہ ہے کہ

حضور کے دن رات بے حد مصروفیت میں گزرتے ہیں۔ حضور کے ساتھ کام کرنے والے تھک جاتے ہیں مگر حضور کی زندگی میں تھکن یا سستی کا کوئی عنصر نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ حضور ایدہ اللہ پوری صحت توانائی اور صحت مندی سے جملہ خدماتِ دین بجا لا رہے ہیں۔

مصروفیات میں آرام کا اچھوتا تصوّر

راشد صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ جب ایک اخباری نمائندے نے حضور سے آپ کی مصروفیات جاننے کے لئے سوال کیا تو حضور نے فرمایا کہ میری مصروفیات کا تو کوئی حساب ہی نہیں سینکڑوں کی تعداد میں تو خطوط ہوتے ہیں جن کا میں روز مطالعہ کرتا اور ان کے جواب دیتا ہوں۔

راشد صاحب نے کہا کہ عام زندگی میں ایک عام آدمی اگر روزانہ چند خطوط کا بھی جواب دے تو اس کا اچھا خاصا وقت لگ جاتا ہے اور جب معاملہ سینکڑوں خطوط کا ہو تو عالم کیا ہوگا۔ اس کا اندازہ خود لگایا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں ایک بار حضور نے ایک نہایت اہم نکتہ مصروفیات کے دوران آرام کا بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ تصور غلط ہے کہ جب کام کرتے کرتے تھک جائیں تو لیٹ کر آرام کر لیا جائے یا کام چھوڑ دیا جائے۔ یہ طریق صحیح نہیں ہے بلکہ آرام کرنے کا یہ طریق اختیار کیا جائے کہ مصروفیت کی نوعیت بدل دی جائے۔ اگر پڑھنے کا کام جاری تھا تو تبدیلی کر کے لکھنے کا کام شروع کر دیا جائے اور اگر لکھنے کا کام جاری تھا تو پڑھنا شروع کر دیا جائے۔ اسی طرح اگر پہلے کرسی پر بیٹھ کر کام ہو رہا تھا تو آرام کا یہ طریق ہے کہ کھڑے ہو کر یا چل پھر کر کام کر لیا جائے۔ حضور نے یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کے اندر ایسی صلاحیت رکھی ہے کہ مصروفیات کے طریق کو بدل کر پہلی تھکن کو دور کیا جا سکتا ہے۔ اس سے خود بخود جسم کو اور دماغ کو آرام مل جاتا ہے۔

کوئی چھٹی نہیں

راشد صاحب نے بتایا کہ حضور کے معمولات میں چھٹی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ حضور ہفتے کے ساتوں دن کام کرتے ہیں۔ عام طور پر جمعہ کی صبح بھی دفتر میں تشریف لے آتے ہیں اور پھر جمعہ کی نماز کے وقفے کے بعد شام کو بھی تشریف لے آتے ہیں۔

حضور کے روزمرّہ کے معمولات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اگرچہ روزمرّہ کا کام بے انتہا ہے لیکن اس کا اندازہ کسی کو بھی حضور کی میز دیکھ کر نہیں لگ سکتا۔ یعنی یہ نہیں ہوتا کہ میز پر کاغذوں کا یا ڈاک کا انبار لگا ہو۔ بلکہ ہوتا یہ ہے کہ انبار آتے ہیں اور ڈاک تیزی سے نکلتی جاتی ہے اور کاغذوں کا ڈھیر کبھی نظر نہیں آتا۔

حضور ایدہ اللہ کے روزانہ کے معمول کا ذکر کرتے ہوئے مکرم راشد صاحب نے بتایا کہ حضور کے دن بھر کی پہلی مصروفیت تو رات کے پچھلے پہر سے شروع ہو جاتی ہے جبکہ حضور نماز تہجد کے لئے بیدار ہوتے ہیں یہ ایک بالکل ذاتی اور پرائیویٹ نوعیت کی مصروفیت ہے جس کے بارے میں کسی کو صحیح علم نہیں ہو سکتا اور نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی اس کی کرید مناسب ہے۔ چنانچہ ایک بار ایک مجلس عرفان میں ایک دوست نے جب یہ سوال کیا کہ حضور آپ تہجد کے لئے کس وقت بیدار ہوتے ہیں۔ اور کتنی دیر نمازِ تہجد ادا کرتے ہیں تو حضور نے بڑی حکمت کے ساتھ اس سوال کا جواب یوں دیا کہ یہ ایک ذاتی عبادت کا مرحلہ ہے۔ بس اپنے وقت پر اٹھ جاتے ہیں۔

حضور کی ڈاک

دن بھر کی مصروفیات میں سب سے بڑی مصروفیت ڈاک کا دیکھنا ہے۔ مجالس عرفان میں حضور ایدہ اللہ نے کئی بار فرمایا کہ ڈاک دیکھنا ایک عجیب تجربہ ہے۔ کوئی دوست خوشی کی خبر سناتے ہیں تو میں اس خوشی میں بھرپور طور پر شامل ہوتا ہوں۔ اور جب غم یا بے تابی کی خبر ملتی ہے تو اسی کیفیت میں میں بھی مبتلا ہوتا ہوں۔ روزانہ بڑی کثرت سے حضور اس تجربے سے گزرتے ہیں۔

روزمرہ کے معمولات کا دوسرا حصہ دفتری ملاقاتیں ہیں۔ ان ملاقاتوں میں معاملات کا ایک وسیع میدان حضور کی ہدایات کا منتظر ہوتا ہے۔ کہیں دعوت الی اللہ کے مسائل کہیں عمارات اور مشن ہاؤسز کی تعمیر۔ دنیا بھر کے ممالک سے مربیانِ سلسلہ اور امراء کی رپورٹیں۔ ابتلاء کے واقعات میں حضور کی رہنمائی غرضیکہ بے شمار کام ہیں جو حضور کے ملاحظہ میں آتے ہیں اور ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ فوری اور بروقت ہدایات سے نوازتے ہیں جن کی روشنی میں کام آگے سے آگے بڑھتا رہتا ہے

اس کے بعد معززین سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ برطانیہ کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی معززین آتے ہیں۔ احمدی احباب اپنے جاننے والوں کو بھی ساتھ لاتے ہیں۔ یہ سلسلہ ساری دوپہر چلتا ہے۔ شام کو پھر احمدی احباب سے ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ یہ ملاقاتیں انفرادی بھی ہوتی ہیں اور فیملی کے ساتھ بھی۔ عشاء کے بعد حضور ڈاک ساتھ لے جاتے ہیں، اور رات گئے تک باقی ماندہ کام نبٹاتے ہیں اور رات کو کسی وقت آرام کے لئے تشریف لے جاتے ہیں

لنڈن ٹائمز کا خراجِ تحسین

انگلستان کا اخبار ٹائمز برطانیہ کا مشہور ترین اخبار ہے اسکا سنڈے ایڈیشن ایک بھرپور سپلیمنٹ ہوتا ہے۔ اس میں آخری صفحے پر یہ اخبار ایک مشہور شخصیت کا ایک دن کا احوال شائع کرتا ہے اس کا عنوان ہوتا ہے ایک دن کی زندگی۔ انگریزی میں یہ عنوان یوں جاتے ہیں کہ

DAY IN THE LIFE OF MR... یعنی مسٹر فلاں... کے ایک

دن کی زندگی۔ لیکن حضور ایدہ اللہ کا انٹرویو شائع کرتے ہوئے اس رسالے نے اپنے عنوان کو یوں بدلا کہ

LIFE IN THE DAY OF MIRZA TAHIR AHMAD.

یعنی حضرت مرزا طاہر احمد کی بھرپور زندگی، ایک دن میں۔

اس طرح عنوان میں معمولی سا تغیر کر کے دراصل اس رسالے کے ایڈیٹروں نے بہت بڑا مضمون پیدا کیا جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ حضور کی زندگی کے ایک دن میں کتنی بھرپور زندگی موجود ہوتی ہے اور حضور کا ایک ایک دن بھرپور مصروفیت اور زندگی کا ترجمان ہوتا ہے۔

مجالسِ عرفان

محترم راشد صاحب نے حضور ایدہ اللہ کی مصروفیات میں سے ایک بڑی اہم چیز یعنی مجلس عرفان کا ذکر فرمایا۔ انہوں نے بتایا کہ جب حضور ۱۹۸۴ء میں لندن تشریف لے گئے تو اہلِ برطانیہ اور اہلِ یورپ کی تربیت اور علمی رہنمائی کے لئے حضور ایدہ اللہ نے ان مجالس کا اجراء فرمایا۔

یہ مجالس ابتداء میں روزانہ مغرب سے عشاء تک ہوا کرتی تھیں۔ لوگ دور دور سے آتے تھے اور بڑی کثرت سے سوال کیا کرتے تھے۔ چھ ماہ تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ پھر آہستہ آہستہ ہفتے میں دو دن رہ گیا۔ اب یہ مجالس باقاعدگی سے تو منعقد نہیں ہوتیں۔ تاہم اہم تقریبات کے موقع پر حضور ان مجالس کا اہتمام فرماتے ہیں۔ ان مجالس کی بہت بڑی برکت یہ ہے کہ حضور پوچھنے والوں کے سوالات کا اس تسلی بخش طور پر جواب دیتے ہیں کہ سوال کرنے والوں کی پوری تسلی ہو جاتی ہے اور اس امر کا اظہار حضور نے کئی بار فرمایا جب مجلس عرفان میں سوال کرنے والے خاموش ہو جاتے تو حضور فرماتے کہ معلوم ہوتا ہے سوالات ختم ہو گئے ہیں۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ حضور فرماتے ہیں کہ اس سوال کا بڑی تفصیل سے جواب میں فلاں جگہ دے چکا ہوں۔ آپ فلاں فلاں کیسٹ سن لیں۔ چنانچہ مجلسِ عرفان کی یہ کیسٹیں احبابِ جماعت اور غیر از جماعت احباب بڑی کثرت سے لے جاتے ہیں۔ اور ایسے کئی واقعات ہوتے ہیں کہ ایک غیر از جماعت دوست نے کوئی سوال کیا اور حضور نے ایسا مدلل اور جامع جواب عطا فرمایا کہ اس دوست کے دل کی دنیا ہی بدل کر رکھ دی اور چند دنوں میں اس نے بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کر لی۔

پروفیسر نینو کے تاثرات

مکرم راشد صاحب نے کینیڈا کے رہنے والے ایک پروفیسر صاحب کا ذکر کیا جنہوں نے بعد ازاں ایک کتاب بھی احمدیت کے بارے میں لکھی ہے اور حضور نے اس کا کئی بار ذکر بھی اپنے خطبات و تقاریر میں فرمایا ہے۔ ان صاحب کا نام پروفیسر نینو NINO ہے۔ یہ جب پہلی بار حضور سے ملنے کے لئے تشریف لائے تو ان کو ملاقات سے پہلے حضور ایدہ اللہ کا تعارف کروایا گیا۔ حضور کی شخصیت، انتخاب امامت سے پہلے اور بعد میں حضور کا مقام وغیرہ سب پہلوؤں سے روشناس کروایا گیا۔ ان پروفیسر صاحب نے حضور کے بارے میں جو اندازہ لگایا وہ بالکل درست تھا اور انہوں نے بڑی دانشمندی سے یہ اندازہ لگایا کہ احباب جماعت حضور سے بے انتہا محبت کرتے ہیں اور بے حد عقیدت رکھتے ہیں۔ پروفیسر صاحب موصوف جب ملاقات سے واپس آئے تو انہوں نے اپنی ملاقات کا خلاصہ یوں بیان کیا کہ ملاقات سے پہلے میرا خیال یہ تھا کہ افرادِ جماعت حضرت امام جماعت احمدیہ سے بے انتہا محبت کرتے ہیں مگر ملاقات کے بعد اب میرا تاثر یہ ہے کہ امام جماعت احمدیہ اپنے احباب سے بھی زیادہ احباب جماعت سے محبت کرتے ہیں ان کا کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بے حد محبت اور پیار کرنے والا دل حضور کو عطا کیا ہے۔

مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد کی گفتگو نہایت لذت آفریں تھی۔ ہم نے سوال کیا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حضور کی صحت خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے تو کیا کوئی مستقل طبی معالج بھی حضور کا معائنہ کرتے رہتے ہیں؟ عطاء المجیب صاحب نے جواب دیا کہ اگرچہ برطانیہ کے قانون کے مطابق ہر شہری کسی نہ کسی ڈاکٹر کے پاس خود کو رجسٹرڈ کرواتا ہے۔ لیکن فی الحقیقت اس کی ضرورت ہی بہت کم پیش آتی ہے۔

حضور کی قوتِ بیان

ایک سوال کے جواب میں محترم راشد صاحب نے بتایا کہ پچھلے سال (۱۹۸۹ء) میں ہنسلو کی جماعت نے سیرۃ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابرکت موضوع پر حضور کا ایک خطاب کروایا۔ انگلستان جیسے ملکوں میں جہاں زندگی بہت تیز رفتار ہے اور ہر شخص مصروف ہے، لمبی تقریروں کا رواج نہیں اور عام طور پر لوگ ۲۰، ۲۵ منٹ سے زیادہ کی تقریر سننے پر راضی نہیں ہوتے۔ اس تقریب میں معززین انگریزوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔ حضور نے خطاب فرمایا تو اس میں ایسی روانی، اور زبردست کشش موجود تھی کہ حضور مسلسل پونے دو گھنٹے تک رواں دواں انگریزی میں خطاب فرماتے رہے اور ایک بھی شخص نے ہال میں جنبش نہ کی۔ حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بحیثیت انسان کے پہلو کو اجاگر فرمایا۔

اسی طرح ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو صد سالہ جشن تشکر کے روز برطانیہ کے ایک چوٹی کے ہوٹل میں حضور کی موجودگی میں ایک استقبالیہ دیا گیا۔ اس میں ملک کے کونے کونے سے انگریز اور دیگر قومیتوں کے افراد خصوصی طور پر بلائے گئے اور دنیاوی طور پر بھی بڑے رکھ رکھاؤ کا اہتمام کیا گیا۔ یہ ایک نہایت باوقار اور پرشوکت تقریب تھی کھانے وغیرہ میں کافی وقت ایسے موقعوں پر صرف ہو ہی جاتا ہے۔ اس کے بعد تلاوت ہوئی ایڈریس پیش کیا گیا۔ اب رات کافی گزر چکی تھی۔ مہمان چاہتے تھے کہ اب چند رسمی کلمات ادا ہوں اور طویل فاصلے طے کر کے جانے والے اپنے اپنے گھروں کو جائیں۔ اس موقعہ پر حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں مختصر بات کروں گا۔ لیکن اس کے باوجود حضور نے خطاب شروع فرمایا تو وہ نصف گھنٹے سے زائد وقت لے لیا۔ یہ ایک نہایت مؤثر اور تاریخی خطاب تھا۔ حضور نے جس جرأت اور دیانتداری سے حقائق بیان فرمائے۔ اور جس جذبے اور تاثر سے اپنی بات پہنچائی اس کا نمایاں اثر حضور کے چہرے آواز اور آنکھوں سے عیاں تھا۔ راشد صاحب نے بتایا کہ میں نے اس سے زیادہ مؤثر اور معرکہ آرا خطاب حضور کا پہلے کبھی نہیں سنا۔ حضور کے دل سے نکلی ہوئی باتیں تھیں جو سیدھی سننے والوں کے دلوں میں اتر گئیں۔

ایک بچے کی بے تکلفی

نمائندہ الفضل نے سوال کیا کہ عام احباب کے علاوہ بچوں کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کی شفقت کے بارے میں کچھ بیان فرمائیں۔ حضور ایدہ اللہ کے سینے میں کتنا محبت بھرا دل دھڑکتا ہے اور ہمارا پیارا آقا کس شفقت اور محبت کے وسیع سمندر کا مالک ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے مکرم راشد صاحب نے بتایا کہ ایک روز حضور ایدہ اللہ غالباً عصر کی نماز پڑھا کر بیت الفضل سے اپنی رہائش گاہ کی طرف تشریف لے جانے لگے تو ایک بچے نے جو بیت الذکر کے جنگلہ کے ساتھ لگا کھڑا تھا دور ہی سے حضور کو باآواز بلند سلام کیا۔ حضور نے بھی کمال شفقت سے کھڑے

باقی صـ۷ کالم ۴ پر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

میر غلام احمد نسیم

محترم ڈاکٹر عبد المغنی صاحب آف راولپنڈی

ہر صبح عبادت کے بعد اپنے محبوب اخبار الفضل کے لئے صحن کی طرف بے اختیار جاتا ہوں اور اگر کسی وجہ سے تقسیم کرنے والے کو دیر ہو جائے اور بغیر اخبار پائے واپس لوٹنا پڑے تو طبیعت میں انقباض سا محسوس ہوتا ہے۔ کچھ دیر بعد دوبارہ اور اگر پھر ایسا ہی ہو تو سہ بارہ جاتا ہوں۔ حتیٰ کہ جب مل جاتا ہے تب کہیں چین نصیب ہوتا ہے۔ پھر گھر کا ہر فرد جب تک مطالعہ نہ کرے اسے چین نہیں آتا۔ خدا تعالیٰ کرے اب اس پر کبھی کوئی آنچ نہ آئے اور ہمیشہ چھپتا رہے اور جماعتی خبروں کو جماعت تک پہنچاتا رہے۔

ایک مضمون بسلسلہ یاد رفتگاں ارسال خدمت ہے۔ یہ مضمون ان ذاتی مشاہدات سے تعلق رکھتا ہے۔ جو دو ہم جلیس ایک دوسرے میں مشاہدہ کرتے ہیں اور پھر اچانک ایک دوسرے کو داغ مفارقت دے جاتا ہے۔ اب دوسرا یا تو اس غمِ مفارقت کو بصورت آنسو بہا دیتا ہے یا اگر صاحب قلم ہے تو صفحہ قرطاس پر اپنے احساسات کو منتقل کر کے اپنا غم ہلکا کرتا ہے۔ اور اگر یہ مشاہدات اخبار کے صفحوں کی زینت بن سکیں تو عین ممکن ہے کہ بعض انہیں مشعلِ راہ بنا کر اپنی زندگی سنوار لیں۔ بہرکیف مضمون اس امید کے ساتھ ارسال خدمت ہے کہ اگر اخبار کے معیار کے مطابق ہوا تو شامل اشاعت فرمائیں گے۔ شکریہ!

درمیانہ قد، شگفتہ چہرہ، مہندی رنگ ریش، بلند آواز، شیریں کلام، شلوار قمیص اور واسکٹ پسندیدہ لباس، لحن کے ساتھ تلاوتِ کلام پاک کے شائق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کلام خصوصاً منظوم کلام کے دلدادہ۔ یہ تھے ڈاکٹر عبد المغنی صاحب۔ ڈاکٹر صاحب راولپنڈی میں رہتے تھے۔ میری ان سے ملاقات صرف تین سال پر محیط ہے۔ اس سے قبل تعارف نہیں تھا۔

گرمی کے دن تھے اور دوپہر کا عمل۔ کسی کام سے ڈاکٹر صاحب کے گھر پہنچا۔ انہیں میری آمد کی پہلے سے خبر تھی۔ استقبال کے لئے اپنے گھر کے چھوٹے صحن میں کھڑے تھے۔ غائبانہ تعارف نے بالمشافہ تعارف کا روپ دھار لیا خط و کتابت پہلے سے تھی لیکن بالمشافہ ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ ہماری پہلی ملاقات غالباً جون ۱۹۸۶ء میں ہوئی تھی۔ پہلی ملاقات میں ہی ان کے طرزِ کلام، سادگی اور مذہبی گفتگو نے کافی متاثر کیا۔

دوران گفتگو (امامت) ثانیہ کے دور میں خدمات کا تذکرہ ہوا۔ سلسلہ کے دوسرے سرکردہ خادموں کا بھی بڑے اچھے رنگ میں ذکر کرتے رہے۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران اپنے قیام مصر اور دوران جنگ پیش آمدہ واقعات کا ذکر بھی کرتے رہے۔ گفتگو کا محور زیادہ تر سلسلہ احمدیہ کے بیرونی مشنوں کی خدمات اور اس کے خوش کن نتائج رہا۔

مذہب سے خاص لگاؤ اور گہرا مطالعہ گفتگو سے عیاں تھا۔ مذاہب کے تقابلی مطالعہ میں بھی کافی عبور تھا خصوصاً عیسائی مذہب اور اس کی تنظیم کے بارے میں کافی معلومات رکھتے تھے۔ اس ملاقات نے مزید ملاقاتوں کے لئے رستہ ہموار کیا۔ لیکن افسوس کہ چند گنتی کی ملاقاتیں ہی ہو سکیں مزید کی حسرت ہی رہی۔ کسے معلوم تھا کہ وہ اتنی جلدی ہم سے ہمیشہ ہمیش کے لئے رخصت ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر صاحب ۲۲ دسمبر ۱۹۸۹ء کو اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے اور اس طرح ہماری ملاقاتیں منقطع ہو گئیں۔

ایک مرتبہ ڈاکٹر صاحب نے مجھے ایک کیسٹ بھجوائی۔ کیسٹ پر لکھا تھا "تحفہ" میں سمجھا کوئی پسندیدہ اشعار یا غزلوں پر یہ کیسٹ مشتمل ہو گی لیکن کیسٹ سننے پر معلوم ہوا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے منظوم کلام کی بعض نظموں کے منتخب اشعار ہیں جو انہوں نے بڑی پُراثر آواز میں کسی موقعہ پر ٹیپ کروائے ہوئے تھے۔ حضور کی نظم "حمد باری تعالیٰ" جس کا پہلا شعر ہے

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبداء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

بڑی پرسوز آواز میں پڑھی گئی تھی۔ اس نظم کے بعد حضور کی نظم

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے

کے کچھ منتخب اشعار اور حضور کی اپنی اولاد کے حق میں دعائیہ نظم کے کچھ منتخب حصے بھی ٹیپ کئے ہوئے تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے کلام سے کس قدر عشق تھا۔ یہ کلام ٹیپ ریکارڈ کر کے بھجوانے کا غالباً یہ بھی مقصد تھا کہ ہم اس کلام کو حرز جان بنائیں۔ گھروں میں اس کا ہر وقت چرچا رہے تا گھر کے تمام افراد کو احساس ہو کہ ہم نے حضور کا کلام پڑھنا ہے اور اس سے پورا استفادہ بھی کرنا ہے اور یہ کام نسل در نسل منتقل ہوتے رہنا چاہیئے۔

ریٹائر ہونے کے بعد راولپنڈی میں قیام رہا۔ بیت الذکر کے قریب کلینک کھول رکھا تھا۔ ظہر کے وقت بیت الذکر حاضر ہوتے۔ عبادت کی پابندی کو اپنے اوپر لازم کیا ہوا تھا۔ مربیان سلسلہ کی خدمات کا ذکر اچھے رنگ میں کرتے۔ میرے سامنے کبھی کسی کے بارے میں شکایت زبان پر نہیں لائے بلکہ جس معمولی مشاہرے پر ان کی گزر بسر ہوتی تھی اسکی تعریف ہی کی۔ ایک مرتبہ خاکسار کے لئے دو پشاوری لنگیاں ارسال کیں اور ساتھ لکھا کہ ایک مربی کے سر پر پگڑی یا لنگی ہی سجتی ہے۔ افسوس کہ ان کی زندگی میں میں انکی یہ خواہش پوری نہ کر سکا اور لنگی نہ پہنی۔

گزشتہ سے پیوستہ سال بیمار ہو گئے بیماری نے شدت اختیار کر لی حتیٰ کہ ملنے والوں کو صحیح طور پر پہچان بھی نہ سکتے۔ لیکن پھر معجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ نے صحت سے نوازا اور روزانہ کے معمولات شروع کر دیئے۔ ملاقات پر اظہار کیا کہ ابھی ایک بیٹے کی شادی باقی ہے شائد خدا تعالیٰ نے اس ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے صحت سے نوازا ہے۔ چنانچہ جنوری ۱۹۸۹ء میں یہ ذمہ داری بھی پوری ہو گئی۔

آخری بیماری میں تحدیثِ نعمت کے طور پر ذکر بھی کیا کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے سب فرائض ادا ہو چکے ہیں کوئی ذمہ داری باقی نہیں رہی۔

ڈاکٹر صاحب خطوط کے جوابات ضرور دیتے گزشتہ دو سال سے خط کے جواب میں یہ فقرہ ضرور ہوتا" دعا کریں خاتمہ بالخیر ہو" ملاقات پر عرض کرتا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی صحت اچھی ہے۔ آپ ہر خط میں ایسا کیوں لکھتے ہیں۔ فرماتے صحت اتنی اچھی نہیں ذیابیطس کا مریض ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ موت نے ایک نہ ایک دن تو آنا ہی ہے۔ خواہش یہی ہے کہ خاتمہ بالخیر ہو۔ اس خواہش کے مطابق خاتمہ بالخیر ہی ہوا۔

ڈاکٹر صاحب نے بھرپور زندگی گزاری سب بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔ سب کو اپنی زندگی ہی میں برسرِ روزگار دیکھا۔ اور سب کی خوشیاں بھی دیکھیں۔ تین بچے ڈاکٹر، ایک پی۔ ایچ۔ ڈی اور ایک انجینئر ہے باقی بچے بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اچھے عہدوں پر کام کر رہے ہیں۔ ایک بیٹا اور بہو دونوں ہی بحیثیت میڈیکل مشنری گیمبیا میں مجلس نصرت جہاں سکیم کے تحت خدمتِ سلسلہ میں مصروف ہیں۔ آخری بیماری میں ان بچوں نے جو راولپنڈی میں موجود تھے خدمت کا حق ادا کیا۔ ۲۲ دسمبر کو دن کے تین بجے تدفین عمل میں آئی۔ دعا کے لئے حاضرین کے ہاتھ اٹھے اور ساتھ ہی بارانِ رحمت کے قطرات کا نزول شروع ہوا۔ یہ یقیناً خاتمہ بالخیر ہی تھا اور بارانِ رحمت کیوں نہ ان کی تربت پر گہر افشانی کرتا۔ انہوں نے عمر بھر غرباء پروری کی تھی۔ ہوش و حواس والے آخری دم تک بیت الذکر کے خادم کے توشہ دان کی دستک رسائی کا یقین کر لیا تھا۔ تربت درست ہوئی۔ تربت پر آخری نظر ڈالی۔ ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی اور واپسی پر یہ شعر گنگنانے کو جی چاہ رہا تھا۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے!
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے!

آپ کا خط ملا

مکرم محمد شریف صاحب سابق اکاؤنٹنٹ جامعہ احمدیہ لکھتے ہیں۔

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الفضل

آپ اخبار الفضل میں ایسے اداریئے لکھ رہے ہیں جن سے معاشرہ کی اصلاح مقصود ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ اسی سلسلہ میں مورخہ ۲ مئی کے اخبار الفضل میں "سڑکوں کے آداب" کے عنوان سے اداریہ لکھ کر آپ نے وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے

حقیقت یہ ہے کہ سڑکوں پر چلتے ہوئے سڑکوں کے آداب کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے آئے دن حادثات ہوتے رہتے ہیں۔ چند دن ہوئے خاکسار نے اخبار جنگ میں یہ خبر پڑھی کہ ایک دولہا دولہن بیاہ کر کار میں واپس اپنے گھر جا رہا تھا۔ ڈرائیور نے ایک بس سے آگے نکلنے کے لئے کار کی رفتار تیز کر دی جس کے نتیجہ میں کار سامنے سے آنے والے ٹینکر سے ٹکرا گئی اور دولہا موقع پر ہلاک ہو گیا۔ جب کہ دولہن زخمی ہو گئی۔ اس طرح شادی ماتم کدہ بن گئی۔

اس اداریئے میں ایک کمی رہ گئی ہے وہ یہ کہ ٹریفک کے قواعد کی پابندی کے بارہ میں توجہ نہیں دلائی گئی۔

سڑکوں پر چلتے ہوئے بالعموم ٹریفک کے قواعد کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔

ٹریفک کے قواعد میں ہے کہ پیدل چلنے والے دائیں طرف چلیں۔ لیکن پیدل چلنے والے بائیں طرف چلتے ہیں اور سائیکل سوار کے لئے تکلیف اور پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ اس لئے پیدل چلنے والوں کو ہمیشہ سڑک کے دائیں طرف چلنا چاہیئے کیونکہ انہیں پچھلی ٹریفک کا کوئی خطرہ نہیں اور سامنے سے آنے والی ٹریفک کو دیکھ کر بچ سکتے ہیں۔

باقی صٓ کالم ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ :-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز - ربوہ

مسل نمبر ۲۷۴۸۱ :- میں ثریا بیگم زوجہ محمد منیر قوم چیمہ پیشہ خانہ داری عمر ۴۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوپن ہیگن ڈنمارک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸۹/۱۲/۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) زیورات طلائی وزنی ۱½ تولہ مالیتی ۴۲۰۰/ روپے (۲) ۳ کنال زمین واقع سیالکوٹ پاکستانی مالیتی ۹۳۷۵/ روپے (۳) حق مہر بذمہ خاوند ۲۰۰۵/ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۶۴۰۰/ ڈینش کراؤن ماہوار بصورت گذارہ الاؤنس مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی - اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی - میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی - میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے منظور فرمائی جائے الامتہ - ثریا بیگم زوجہ محمد منیر کوپن ہیگن ڈنمارک - گواہ شد نمبر ۱ عبداللطیف ناصر ڈنمارک - گواہ شد نمبر ۲ - ملک نصیر الدین ڈنمارک -

مسل نمبر ۲۷۴۸۲ :- میں بشریٰ رشید زوجہ رشید احمد زاہد قوم گوندل پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن قرطبہ سپین بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۸/۹/۲۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے (۱) زیورات طلائی ۱۲ تولہ مالیتی -/۲،۴۰،۰۰۰ پسیتہ (۲) حق مہر -/۳۰،۰۰۰ پسیتہ - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی - اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے - الامتہ بشریٰ رشید زوجہ رشید احمد زاہد قرطبہ سپین - گواہ شد نمبر ۱ عبدالستار خان وصیت نمبر ۱۹۳۷۴ - گواہ شد نمبر ۲ - محمد اکرم عمر وصیت نمبر ۲۱۷۲۳ -

مسل نمبر ۲۷۴۸۳ :- SANI و KHASIAMUGNI S/O ABU HASAN RANADISASTRA پیشہ طالب علم عمر ۲۲ سال بیعت ۱۹۸۶ء ساکن جاکرتہ انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۸۸/۴/۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں - اس وقت مجھے مبلغ -/۵۰۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا - اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا - اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے - العبد SANI KHASIAMUGNI انڈونیشیا - گواہ شد نمبر ۱ - NURUL AHMAD S/O SUTISNA انڈونیشیا - گواہ شد نمبر ۲ محمد EMAN SANUSI BIN SANUSI انڈونیشیا -

تحریک جدید (و) لجنہ اماء اللہ

گذشتہ عرصہ میں جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ نے جو بے حد احسانات فرمائے ہیں وہ سب تحریک جدید کا ثمر ہیں - اس کے کاموں میں غیر معمولی وسعت پیدا ہوئی ہے - جو کہ متقاضی ہے کہ ہمارے وعدہ جات میں بھی غیر معمولی اضافہ ہو - معاونین خصوصی کی تعداد میں اضافہ کریں اور ہر فرد کو اس بابرکت تحریک میں شامل کریں - رمضان المبارک میں ادائیگی کی طرف بھی خصوصی توجہ کریں - خدا تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو -

(سیکرٹری تحریک جدید لجنہ پاکستان)

بقیہ :- صفحہ ۳ سے آگے

کیمپ لگا کر ان کی مدد کر رہا ہے حکومت پاکستان نے اصل حالات سے مسلم ممالک اور غیر وابستہ ممالک کو اس بات کی یقین دہانی کرائی ہے کہ حریت پسند ایک لمبے عرصے تک اذیتیں برداشت کرنے کے بعد اسے اب مزاحمتی مظاہرے کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تنظیم کے سیکرٹری جنرل کو یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ ان مزاحمتی مظاہروں کے پیچھے ہندوستان کی حکومت کا متشددانہ رویہ کارفرما ہے - پاکستان نے اقوام متحدہ کے چیف سے اپیل کی ہے کہ وہ حکومت ہند کے متشددانہ رویے کو روکیں اور حریت پسند کشمیریوں کے جائز حقوق انہیں دلوائیں - یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے حکام ایک دوسرے سے رابطہ رکھے ہوئے ہیں اور اس کوشش میں مصروف ہیں کہ کسی طرح شدت میں کمی آجائے تاکہ اگر کوئی گفت وشنید کا موقعہ فراہم کیا جاسکے تو اس سے فائدہ اٹھائیں۔

بقیہ :- صفحہ ۶ سے آگے

اسی طرح اگر کسی سوار کو ایک دوسرے سے آگے نکلنا ہے یعنی ٹیک اوور کرنا ہے تو وہ دائیں جانب سے کرنا چاہئیے - لیکن بعض سائیکل سوار بائیں جانب سے ٹیک اوور کرتے ہیں اور یہ اس وقت بہت خطرناک ہوتا ہے جب کہ سڑک پر ٹریفک کا رش ہو۔

رات کے وقت تانگے اور ریڑھے بغیر لائیٹ کے چلتے ہیں اور یہ نہایت ہی خطرناک بات ہے - لوگوں کو چاہئیے کہ وہ ٹریفک کے قواعد کی سختی سے پابندی کریں۔

بقیہ :- صفحہ ۵ سے آگے

اس کے سلام کا جواب دیا - بچہ پھر بولا - "حضور کیا آپ کے پاس چاکلیٹ ہے" حضور نے جواباً مسکراتے ہوئے فرمایا "ہاں ہے"۔ بچہ وہیں کھڑا رہا پھر معصومیت سے بولا "کیا آپ بچوں کو چاکلیٹ دیتے ہیں؟" حضور پھر مسکرائے اور فرمایا "ہاں دیتا ہوں"۔ یہ بچہ جسکی عمر ۷ - ۸ سال تھی پھر بولا "آپ مجھے دیں گے؟" حضور جو اب بچہ کی طرف پوری طرح متوجہ ہو چکے تھے بولے "ہاں آؤ میرے ساتھ" بچے نے چھلانگ لگائی اور اچھلتا ہوا حضور کے ساتھ حضور کے دفتر چل پڑا - اب دفتر میں جا کر ایک اور پُرلطف بات ہوئی - حضور نے دو چاکلیٹ اس بچہ کو دیں بچے نے دونوں اپنے دونوں ہاتھوں میں لیں اور پھر سوال کیا۔

"کیا آپ کے پاس غبارے بھی ہیں؟" حضور نے پھر تبسم فرمایا اور بولے "ہاں ہیں"۔ یہ فرما کر اپنی دراز کھولی اور جہاں چاکلیٹ رکھی تھی وہیں سے غبارے بھی نکالے اور بچے کو دیئے۔

بچہ تو بچہ ہی تھا اور حضور کی شفقت سے دلیر بھی ہو چکا تھا - اس نے غبارے لئے تو بولا "اب یہ پھلا کر بھی دیں نا!" حضور فوراً بولے "ہاں لو - ابھی پھلا دیتا ہوں - یہ فرما کر بچے کے ہاتھ سے غبارہ لیا اور اپنے منہ سے اس میں ہوا بھری اور بچے کے حوالے کیا - پھر دوسرے غبارے میں ہوا بھری اور وہ بھی دھاگہ باندھ کر بچے کو دے دیا - اب بچہ مطمئن ہو گیا اور جب وہ حضور کے دفتر سے برآمد ہوا تو اس کے دونوں ہاتھوں میں دو چاکلیٹیں اور دو پھولے ہوئے غبارے تھے اور اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

راشد صاحب نے ایک دلچسپ بات یہ بتائی کہ حضور ایدہ اللہ ہمیشہ ہر بچے کو دو دو چاکلیٹ عطا فرماتے ہیں۔ اور بچے کی تعریف حضور کے نزدیک یہ ہے کہ ہر ایسا لڑکا یا لڑکی جس کی شادی نہ ہوئی ہو وہ بچہ ہے اور چاکلیٹ کا حقدار ہے۔

محترم عطاء المجیب صاحب راشد مربی انچارج برطانیہ محبوب کا ذکر کر رہے تھے اور ہم محویت سے توجہ کے عالم میں ان کی باتیں سن رہے تھے۔ وقت گزرنے کا کسی کو احساس بھی نہ ہو رہا تھا۔ تشنگی تھی کہ بڑھتی جا رہی تھی۔ مگر وقت جذبات کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔

بظاہر انٹرویو ختم ہو گیا مگر عالم یہ تھا کہ

؎ ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے!!

(حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کا بیٹا ہونے کی شہرت اس کے سوا ہے۔)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسانی حقوق کمیشن کی طرف سے

احمدیوں کیخلاف صدارتی آرڈیننس واپس لینے کا مطالبہ

انسانی حقوق کمیشن برائے پاکستان کے سالانہ جنرل باڈی اجلاس کے موقع پر ایک سہ روزہ سیمینار منعقد کیا گیا جس میں بچوں کے حقوق، ٹریڈ یونین، جبری مشقت اور عورتوں سے مشقت لینے کے بارے میں مسائل پر غور کیا گیا۔ سیمینار سے کئی مقررین نے خطاب کیا جس کے آخر پر کئی قرار دادیں پاس کی گئیں۔ اکثر قرار دادیں متفقہ طور پر منظور کی گئیں۔

قرار داد ۱ میں انسانی حقوق کمیشن برائے پاکستان نے حکومت پنجاب کی اس سرد مہری پر تشویش کا اظہار کیا جو ننکانہ صاحب میں ۱۲ اپریل کے واقعات پر اور چک سکندر تحصیل کھاریاں میں ۱۶ جولائی ۱۹۸۹ء کو ہونے والے واقعات کے بارے میں روا رکھی گئی۔ اس کے علاوہ محرم ۱۹۸۹ء میں پولیس کے ہاتھوں دو افراد کی ہلاکت پر بھی تشویش کا اظہار کیا گیا۔ قرارداد میں کہا گیا کہ یہ واقعات ان بنیادی انسانی حقوق کی بالواسطہ خلاف ورزی ہیں جن کے تحفظ کا وعدہ آئین میں کیا گیا ہے۔

قرار داد میں مزید کہا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے ان معاملات کے بارہ میں اپنی چشم پوشی اور انسانی حقوق کمیشن کی جاری کردہ رپورٹ کو نظر انداز کر کے پاکستان کے شہریوں کے بنیادی انسانی حقوق کو پامال کرنے میں اپنے کردار کا اعتراف کر لیا ہے۔ قرارداد میں حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ ان خرابیوں کی اصلاح کرے۔ قصور واروں کو سزا دے اور متاثرین کو مناسب معاوضہ ادا کرنے کے احکامات جاری کرے۔

قرار داد نمبر ۲ میں اہل کشمیر پر ہونے والے مظالم پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے بھارتی حکومت پر زور دیا گیا ہے کہ ان کا حق خود ارادیت بحال کرے اور ہنگامی حالت ختم کرے۔

تیسری قرار داد میں جماعت احمدیہ کے خلاف صدارتی آرڈیننس نمبر ۲۰ مجریہ ۱۹۸۴ء کو واپس لینے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ آرڈیننس آئین پاکستان کی دفعہ ۲۵ کے تحت دی گئی برابری کی یقین دہانیوں کے خلاف ہے اور اس لحاظ سے آئین کے آرٹیکل ۸ کے تحت اسے کالعدم قرار دے دینا چاہیئے۔

قرار داد نمبر ۴ میں تین قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ اور قرار داد نمبر ۵ میں انسانی حقوق کمیشن کے دو اراکین پر حملے کے خلاف احتجاج کیا گیا ہے۔

قرار داد نمبر ۶ میں جی ایم سید اور ان کے ۳۰ ساتھیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

انسانی حقوق کمیشن برائے پاکستان کے درج ذیل نئے عہدیداران مقرر ہوئے ہیں۔

چیئرمین: مسٹر جسٹس (ریٹائرڈ) دوراب پٹیل
جنرل سیکرٹری: عاصمہ جہانگیر
خزانچی: ائر مارشل (ریٹائرڈ) ظفر اے چوہدری

(ماخوذ از فرنٹیئر پوسٹ ۶ مئی ۱۹۹۰ء)

خبریں

ملکی خبریں

○ سینٹ میں حال ہی میں منظور ہونیوالے شریعت بل کے محرک سینیٹر مولانا سمیع الحق نے بتایا ہے کہ شریعت سے مراد قرآن و سنت پر مبنی احکام اسلامی ہونگے جنکی تشریح فقہا کے فیصلوں کی روشنی میں ہوگی اس بل کے تحت عدالتوں کا بھی احتساب ہوگا۔ علماء کو جج مقرر کیا جائے گا۔ مفتی مقرر ہونگے۔ صدر وزیر اعظم یا انتظامیہ کے کوئی فرد اگر خلاف شریعت حکم جاری کرے گا تو اسے ہائی کورٹ میں چیلنج کیا جا سکے گا۔ بل کی شق نمبر ۱۰ کے تحت معیشت کو اسلامی بنایا جائے گا اور شق نمبر ۱۳ کے تحت انتظامیہ عدلیہ اور مقننہ کے تمام مسلمان اراکین کے لئے فرائض شریعت کی پابندی اور کبائر سے اجتناب لازم ہوگا۔

○ صدر غلام اسحٰق خان کی طرف سے حکمرانوں کو قومی حکومت بنانے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ قومی مفاہمت کے بغیر چارہ نہیں یہی اس وقت ملکی مسائل کا حل ہے۔ انہوں نے کہا کہ عنقریب سیاستدانوں کے لئے ضابطہ اخلاق تشکیل دیا جائے گا جسکے بعد ہارس ٹریڈنگ اور فلور کراسنگ ختم ہو جائے گی۔

○ مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا ہے کہ شریعت کورٹ کے اختیارات کو محدود کرنے کیلئے اگر کوئی آئینی ترمیم کی گئی یا صدارتی آرڈیننس جاری کیا گیا تو انکی جماعت اسکی مخالفت کرے گی۔

○ بھیرہ میں فرقہ وارانہ فساد کے تیسرے روز بھی کشیدگی کی وجہ سے کاروبار بند رہا۔ لوگوں کے گھروں سے نکلنے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔

○ سابق صدر ضیاء الحق کے لڑکے اعجاز الحق نے صدر غلام اسحٰق خان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ قومی اسمبلی توڑ دیں ورنہ میں اسمبلی کے سامنے دھرنا مار کر بیٹھ جاؤں گا۔

غیر ملکی خبریں

○ پونچھ سیکٹر میں پاکستان اور بھارتی فوج کے درمیان جھڑپ ہو گئی۔ پاکستانی فوج اپنے علاقے میں بنکر کی مرمت کر رہی تھی کہ بھارتی فوج نے اچانک فائر کھول دیا پاکستانی ترجمان نے کہا ہے کہ ایک پاکستانی شہید اور دو بھارتی فوجی مارے گئے۔ بھارت نے ۵ پاکستانیوں کی ہلاکت کا دعویٰ کیا ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر کے گورنر جگ موہن اور امور کشمیر کے بھارتی وفاقی وزیر جارج فرنانڈس کے درمیان کشمیری حریت پسندوں سے مذاکرات کے مسئلے پر اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ مسٹر فرنانڈس نے کہا ہے کہ سری نگر پر حریت پسندوں کا کنٹرول ثابت ہو گیا ہے۔ ان سے مذاکرات کئے جانے چاہئیں جبکہ گورنر مسٹر جگ موہن نے کہا کہ حریت پسندوں کو ختم کئے بغیر چارہ نہیں۔ ان سے بات نہ کی جائے۔

○ وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو ایران پہنچ گئیں جہاں انہوں نے مشہد جاکر امام رضا کے روضے پر حاضری دی اسکے بعد وہ تہران آگئیں۔

پتہ

معیاری ہومیوپیتھک ....

پوٹنسیاں | مرکبات (پیٹنٹ ادویات) | مدر ٹنکچر | گولیاں | ٹکیاں | ملک شوگر

اور کتب تھوک و پرچون دستیاب ہیں

کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ
فون ۷۷۱ ، ۶۰۶ ، ۶۰۷

سرزمین قادیان کا اولین // مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت //
○ گوجرانوالہ فون ۷۸۴۴ ○ ربوہ فون ۹۰۶
○ ملتان فون ۳۱۰۲۶ ○ قلعہ کالروالا ○ کراچی